’’مکروہ‘‘ شریعت کی نظر میں!!

مفتی عثمان الدین
فاضل ومتخصص جامعہ

احکاماتِ شرعیہ کے بیان میں حلال اور حرام کے ساتھ ایک لفظ ’’مکروہ‘‘ کا بھی کثرت کے ساتھ استعمال ہوتا ہے۔ ’’مکروہ‘‘ کی اصطلاح عوام الناس کے نزدیک اپنے شرعی مفہوم کے لحاظ سے حلال اور حرام کی طرح معروف اور واضح نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ بسا اوقات ’’مکروہ‘‘ کی حقیقت وتعریف اور اُس کے ثبوت سے متعلق سوال کرتے ہیں، بلکہ بعضوں کی گفتگو سے یہ بھی اندازہ ہوتا ہے کہ شاید وہ اس کو فقہاء کی ایجاد سمجھتے ہیں، اس لیے ’’مکروہ‘‘ سے متعلق مختصر وضاحت مناسب معلوم ہوتی ہے۔

شریعت کے احکام کی بنیادی طور پر دو قسمیں ہیں: ایک قسم کا نام ’’مامورات‘‘ ہے، جبکہ دوسری قسم کو ’’منہیات‘‘ کہتے ہیں۔ مامورات ان احکامات کو کہا جاتا ہے جن میں کسی کام کے ’’کرنے‘‘ کا حکم دیا گیا ہو اور منہیات اُن احکامات کو کہتے ہیں جن میں کسی کام سے ’’بچنے‘‘ کا حکم دیا گیا ہو۔ پھر احکامات خواہ وہ مامورات کے قبیل سے ہوں یا منہیات کے قبیل سے، درجات اور مراتب کے لحاظ سے یکساں نہیں ہیں، بلکہ مختلف مراتب اور درجات میں تقسیم ہیں۔ تاہم احکام کی مذکورہ درجہ بندی فقہائے کرام نے از خود نہیں کی، بلکہ نصوص سے ثابت ہے اور اس درجہ بندی کا مقصد اُمت کے لیے عمل کے لحاظ سے آسانی اور سہولت پیدا کرنی ہے، کیوں کہ ظاہر ہے اگر شریعت کے تمام احکام ایک ہی درجہ کے ہوتے تو اُمت کے لیے ان کی بجا آوری آسان نہیں ہوتی، اس لیے اُن کو مختلف درجات میں تقسیم کیا گیا، تاکہ اُمت کے لیے ان پر عمل کرنے میں سہولت اور آسانی ہو۔ البتہ چونکہ عمل کے لیے اول اُن کی پہچان ضروری ہے اور مجموعی لحاظ سے اُمت کے لیے احکام کے مذکورہ مراتب اور درجات کو پہچاننا ایک مشکل کام تھا، اس لیے فقہاء کرام نے نصوص میں غور وفکر کرکے احکام کی ان اقسام ودرجات میں سے ہر ایک قسم اور درجہ کے لیے ایک نام اور اصطلاح مقرر کردی، تاکہ اُمت کے لیے ان کی پہچان میں اور پھر اُن پر عمل کرنے میں کوئی مشکل پیش نہ آئے اور ان کو سمجھنے سمجھانے میں سہولت وآسانی ہو۔ چنانچہ فرض، واجب، سنت، مستحب، وغیرہ یہ اصطلاحات فقہاء کرام نے نصوص میں غور کرکے مختلف

الاقسام احکام کی پہچان کے لیے مقرر کی ہیں، جس کی وجہ سے آج اُمت کے لیے اُن کو سمجھنا، سمجھانا اور ان پر عمل کرنا آسان ہے۔ احکامات کی انہیں اقسام میں سے ایک قسم وہ ہے جس کو فقہاء کرام نے ''مکروہ'' کے نام سے موسوم کیا ہے۔

''اتحاف ذوی البصائر'' (شرح روضۃ الناظر) میں ہے:

''**قوله (وهو أقسام أيضا) أقول: إن الحكم الوضعي ينقسم إلٰى أقسام كما انقسم الحكم التكليفي إلٰى أقسام وقد سبقت وهي الواجب والمندوب والمباح والمكروه والحرام .... الخ۔**'' (اقسام الحکم الوضعی، جلد:۱، ص:۵۴۱، ط:مکتبۃ الرشد، ریاض)

مکروہ کی تعریف

''مکروہ'' لغوی معنی کے اعتبار سے ناپسندیدہ کو کہتے ہیں۔ شریعت کی اصطلاح میں ''مکروہ'' کی حقیقت اور تعریف کو سمجھنے کے لیے اول جاننا چاہیے کہ اشیاء کی حکم کے اعتبار سے تین قسمیں ہیں:

۱:......بعض چیزیں ایسی ہیں جن کی ممانعت نصِ قطعی سے واضح طور پر ثابت ہے، ایسی چیزوں کو ''حرام'' کہا جاتا ہے۔

۲:......بعض چیزیں ایسی ہیں جن کی اجازت نصِ قطعی سے واضح طور پر ثابت ہے یا اُن کی ممانعت کسی نص سے ثابت نہیں ہے، ایسی چیزوں کو ''حلال'' کہا جاتا ہے۔

۳:......بعض چیزیں ایسی ہیں جن کے متعلق اجازت اور ممانعت دونوں جانب کے دلائل موجود ہیں، جس کی بنا پر ان کو مکمل طور پر حلال کہا جا سکتا ہے، نہ حرام کہا جا سکتا ہے۔ جو چیز اس قسم کی قبیل سے ہو اُس کو فقہاء کی اصطلاح میں ''مکروہ'' کہا جاتا ہے۔

مذکورہ تفصیل کے مطابق ''مکروہ'' ان چیزوں کو کہا جاتا ہے جن کے متعلق اجازت اور ممانعت دونوں جانب کے دلائل موجود ہوں اور اس وجہ سے وہ مکمل طور پر حلال یا حرام اشیاء کی فہرست میں شامل نہ ہوں، چوں کہ ایسی چیزیں شریعت کی نظر میں حرام نہ سہی، ناپسندیدہ ضرور ہوتی ہیں، اس لیے فقہائے کرام ان کو ''مکروہات'' کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔

مکروہ کا ثبوت

مکروہ کی مذکورہ تفصیل کی روشنی میں اب ذیل میں دو احادیث ذکر کی جاتی ہیں، جن سے مکروہ کی مزید وضاحت کے ساتھ احادیث سے اس کا ثبوت بھی واضح ہو جائے گا۔ ۱:......حدیث شریف میں ہے:

''**عن النعمان بن بشيرؓ قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم : الحلال بين والحرام بين و بينهما مشتبهات لا يعلمهن كثير من الناس ...... الحديث۔**''

(مشکوٰۃ المصابیح، باب الکسب وطلب الحلال، ص:۲۴۱، ط قدیمی)

’’حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حلال ظاہر ہے اور حرام ظاہر ہے اور ان دونوں کے درمیان مشتبہ چیزیں ہیں جن کو بہت سے لوگ نہیں جانتے........الخ۔‘‘ (مظاہرِ حق، ج:۳،ص:۳۵،ط:دارالاشاعت)

مذکورہ حدیث میں اشیاء کے حکم کے اعتبار سے اُن تین اقسام کا بیان ہے، جن کا ذکر ماقبل میں ہوچکا ہے، ان میں سے تیسری قسم کی اشیاء میں چونکہ اجازت اور ممانعت دونوں جانب کے دلائل موجود ہوتے ہیں اور اس وجہ سے ان کو حلال یا حرام کہنے میں اشتباہ ہوجاتا ہے، اس لیے حدیث میں ان کو ’’متشابہات‘‘ کہا گیا۔ فقہاء کرام اس قسم کی اشیاء کو فقہی اصطلاح میں ’’مکروہات‘‘ کہتے ہیں۔ یوں مذکورہ حدیث سے ’’مکروہ‘‘ کا ثبوت واضح طور پر معلوم ہوجاتا ہے۔ ’’شرح الطیبی‘‘ میں ہے:

’’قوله الحلال بين والحرام بين معناه أن الأشياء ثلاثة: حلال بين واضح لايخفى حلهٗ كالخبز والفواكه و غير ذٰلک من المطعومات و كذٰلک الكلام والنظر والنكاح والمشى و غير ذٰلک من التصرفات و حرام بين كالخمر والخنزير والميتة والدم المسفوح وكذٰلک الزنا والكذب والغيبة والنميمة والنظر إلى الأمرد و إلى الأجنبية وأشباه ذٰلک. والمتشابه هو الذى يحتمل الأمرين فاشبه على الناظر بأيهما ملحق وإليه أشار بقوله :لا يعلمهن كثير من الناس۔‘‘ (شرح الطیبی، ج:۶،ص:۹،ط:ادارۃ القرآن)

’’آپ ﷺ کے ارشاد ’’حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے‘‘ اس کا مطلب یہ ہے کہ اشیاء تین قسم کی ہیں: پہلی قسم واضح حلال کی ہے، جس کی حلت میں کوئی اخفاء نہیں، جیسے: روٹی اور میوہ جات اور ان کے علاوہ دوسری کھانے کی چیزیں، اسی طرح بات چیت، دیکھنا، نکاح کرنا اور چلنا وغیرہ جیسے اعمال۔ دوسری قسم واضح حرام کی ہے، جیسے: شراب، خنزیر، مردار، بہنے والا خون اور اسی طرح زنا، جھوٹ، غیبت، چغل خوری، بے ریش اور اجنبی عورت کو دیکھنا اور اسی طرح کے دوسرے اعمال۔ اور تیسری قسم متشابہ ہے جو دونوں (حلت وحرمت) کا احتمال رکھتا ہے، چنانچہ وہ دیکھنے والے پر مشتبہ ہوجاتا ہے، اسی کی طرف اپنے قول ’’لايعلمهن كثير من الناس‘‘.... ’’اسے اکثر لوگ جانتے نہیں‘‘ سے اشارہ کیا ہے۔‘‘

۲:......دوسری حدیث میں ہے:

’’عن ابن عمرؓ أن النبى صلى الله عليه وسلم سئل عن الضب، فقال: لا آكلهٗ ولا أحرمهٗ۔‘‘ (ترمذی، ج:۲،ص:۱،ط:سعید)

’’حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ سے گوہ کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں

نے فرمایا: میں نہ تو اس کو کھاتا ہوں اور نہ حرام کرتا ہوں۔‘‘

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ سے ’’گوہ‘‘ (ایک قسم کا جانور ہے) کی حلت وحرمت کے بارے میں پوچھا، حضور ﷺ نے جواب میں فرمایا کہ: میں اس کو نہیں کھاتا، لیکن اُمت کے لیے حرام بھی نہیں کرتا، حضور ﷺ کے اس جواب سے ’’مکروہ‘‘ کی اصطلاح بخوبی واضح اور ثابت ہوجاتی ہے، کیوں کہ جب آپ علیہ السلام گوہ کو حرام قرار نہیں دے رہے، لیکن خود اس کو تناول بھی نہیں فرمارہے ہیں تو ایسی صورت میں گوہ کو اور اس طرح کی دیگر چیزوں کو مکمل طور پر حلال یا حرام کیسے کہا جاسکتا ہے، بلکہ عقل خود اس بات کا فیصلہ کرتی ہے کہ حلال اور حرام کے درمیان بھی ایک درجہ ہے، اور گوہ اسی درمیانی درجہ کی چیز ہے۔ اسی درمیانی درجہ کی چیزوں کو فقہاء کرام ’’مکروہات‘‘ کہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ فقہائے احناف کے نزدیک گوہ کا کھانا مکروہ ہے، جیسے کہ علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ ’’العرف الشذی‘‘ میں فرماتے ہیں:

’’وھٰذہٖ مکروھۃ عندنا وقال فقھائنا بکراھۃ تحریمیۃ و محدثوننا بکراھۃ تنزیھیۃ۔‘‘ (سنن ترمذی، ج:۲،ص:۱،ط:سعید)

مکروہ کی قسمیں اور اُن کا حکم

فقہ کی کتابوں میں مکروہ کے ساتھ ’’تنزیہی‘‘ اور ’’تحریمی‘‘ کے الفاظ بھی بکثرت استعمال ہوتے ہیں، اس بنا پر اُن کی مختصر وضاحت بھی مناسب ہے۔

مکروہ کے بارے میں جیسا کہ معلوم ہوا، اس میں اجازت اور ممانعت دونوں جانب کے دلائل موجود ہوتے ہیں اور اس کی دونوں کے ساتھ مشابہت ہوتی ہے، اس لیے فقہاء کرام نے مکروہ کی اس اعتبار سے دو قسمیں ذکر کی ہیں: ۱:......مکروہِ تنزیہی، ۲:......مکروہِ تحریمی۔

مکروہِ تنزیہی:......اس مکروہ کو کہتے ہیں جس میں ممانعت کے مقابلہ میں اجازت کے دلائل غالب اور قوی ہوتے ہیں، اس بنا پر وہ حرام کے مقابلہ میں حلال کے زیادہ قریب ہوتا ہے۔

مکروہِ تحریمی:......اس مکروہ کو کہتے ہیں جو اس کے برعکس ہوتا ہے، یعنی اس میں ممانعت کے دلائل غالب اور قوی ہوتے ہیں اور اس وجہ سے وہ حرام کے زیادہ قریب ہوتا ہے۔

پہلی قسم کا حکم یہ ہے کہ اس سے اجتناب بہتر اور باعث اجر وثواب ہے، البتہ ارتکاب کی صورت میں گناہ نہیں ہوتا۔ اور دوسری قسم کا حکم یہ ہے کہ اس سے اجتناب ضروری ہے اور اس کا مرتکب گناہ کا مستحق ہوتا ہے۔

’’مجموعة قواعد الفقه الحنفية‘‘ میں ہے:

’’الكراهة شرعًا كون الفعل بحيث يكون تركهٗ أولٰى مع عدم المنع من ذٰلك الفعل ويسمى مكروهًا وهونوعان: مكروه كراهةَ تحريم و مكروه كراهةَ تنزيه فالأول عند الشيخين ما كان إلى الحرام أقرب والثانى ماكان إلى الحل أقرب كذا فى كشاف المصطلحات ، ومعنى كرهت الشئ إذا لم ترده و لم ترضه ، قاله فى المغرب ۔‘‘ (مجموعۃ قواعد الفقہ الحنفیہ، ص:۴۴۱-۴۴۲، ط: مدنی کتب خانہ)

’’شرعی طور پر کراہت کا مطلب کسی فعل کا اس طرح ہونا کہ اس کا چھوڑ دینا بہتر ہو، باوجودیکہ اس فعل سے بالکل منع بھی نہ کیا گیا ہو، اس (فعل) کا نام مکروہ رکھا گیا ہے۔ اس کی دو قسمیں: مکروہِ تحریمی، مکروہِ تنزیہی، شیخین کے نزدیک پہلا وہ ہے جو حرام کے قریب ہوتا ہے اور دوسرا وہ ہے جو حلال کے قریب ہوتا ہے، اسی طرح ’’كشاف المصطلحات‘‘ میں لکھا ہے۔ اور ’’كرهت الشیء‘‘ اس وقت کہا جاتا ہے جب کسی چیز کو رد بھی نہ کیا جائے اور پسند بھی نہ کیا جائے، یہ بات ’’مغرب‘‘ میں کہی گئی ہے۔‘‘

و فيه أيضا:

’’المكروه ماهو راجح الترك ، فإن كان إلى الحرام أقرب تكون كراهة تحريمية وإن كان إلى الحل أقرب تكون تنزيهية و معنى القرب إلى الحرمة أنهٗ يستحق فاعله العتاب ومعنى القرب إلى الحل أنهٗ لا يستحق فاعله العتاب، بل يستحق تاركهٗ أدنى الثواب ۔‘‘ (ایضاً، ص:۵۰۳، ط: مدنی کتب خانہ)

’’مکروہ وہ ہے جس کا چھوڑنا راجح ہو، اگر وہ حرام کے زیادہ قریب ہے تو کراہتِ تحریمی ہوگی اور اگر حلت کے زیادہ قریب ہے تو کراہتِ تنزیہی ہوگی۔ اور حرمت کے قریب ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کا کرنے والا لائق ملامت ہوگا اور حلت کے قریب ہونے کا مطلب ہے کہ اس کا کرنے والا ملامت کا مستحق نہیں، بلکہ اس کا چھوڑنے والا کچھ نہ کچھ ثواب کا مستحق ہوتا ہے۔‘‘

الغرض حاصل یہ ہے کہ احکاماتِ شرعیہ مرتبہ کے لحاظ سے یکساں نہیں ہیں، بلکہ ان کی مختلف قسمیں ہیں، ’’مکروہ‘‘ بھی احکامات کی ان مختلف اقسام میں سے ایک اہم قسم ہے، پھر یہ کہ حکم کی یہ قسم فقہائے کرام نے نہیں بنائی، بلکہ نصوص سے ثابت ہے۔ اور فقہاء کرام نے نصوص میں غور وفکر کرکے اس کے لیے ’’مکروہ‘‘ کی ایک اصطلاح مقرر کردی ہے، تاکہ اُمت کے لیے اس کی پہچان میں اور اس سے بچنے میں سہولت اور آسانی ہو اور یہ ان کے اس اُمت پر من جملہ احسانات میں سے ایک عظیم احسان ہے۔

..... ۞ ..... ۞ ..... ۞ .....